دعوت الی اللہ

ہر فرد جماعت
پر
فرض ہے

از

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ ۶ جون ۱۹۹۷ء بمقام بیت الفضل لندن

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝ (المائدہ: ۶۸)

اس آیت کریمہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ یہ وضاحت فرما رہا ہے کہ اے رسُول! جو کچھ تیرے ربّ کی طرف سے تجھ پر اتارا گیا ہے۔ اسے آگے لوگوں کو پہنچا دے۔ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ اگر تُو نے اس پیغام کو آگے نہ پہنچایا تو گویا تُو نے رسالت کا حق ہی ادا نہیں کیا۔ وَ اللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ لوگوں سے اللہ تعالیٰ تجھے بچائے گا۔ یعنی اس کے نتیجہ میں مخالفتیں ضرور ہونگیں۔ شدید ردّ عمل ہوں گے۔ لیکن یاد رکھو کہ جس کے حکم کی تو پیروی کرے گا۔ وہی خُدا تیری حفاظت فرمائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝ اور

اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

یہ وہ امور ہیں جن کا آج کے خطبے سے بنیادی طور پر تعلق ہے۔ اگرچہ گذشتہ خطبے میں بھی مَیں نے اسی مضمون یعنی دعوت اِلی اللہ کے مضمون کو بیان کیا تھا مگر چونکہ یہ ہمارا سال جو کہ جلسہ سالانہ یوکے پر ختم ہوگا یہ تھوڑا باقی رہ گیا ہے۔ اور کام ابھی بہت باقی ہے۔ اس لئے گذشتہ خطبے میں تو زیادہ تر میرے ذہن میں افریقن ممالک اور کئی مشرقی ممالک تھے جن میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت تیزی سے کام آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور ان بڑھتے ہُوئے اور تیز رفتاری سے بڑھتے ہوئے کاموں کے تقاضے پورے کرنے کے لئے مَیں نے کچھ نصیحتیں کی تھیں۔ اب خصوصیت سے میرے پیشِ نظر وہ ممالک ہیں جو پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور ان میں جرمنی کو چھوڑ کر باقی مغربی ممالک خاص طور پر میرے مخاطب ہیں کیونکہ تبلیغ کے کاموں میں وہ بہت پیچھے ہیں۔ امریکہ ہو یا کینیڈا ہو یا یورپ کے دیگر ممالک یا یو۔کے جہاں یہ خطبہ ہو رہا ہے اکثر نے حقیقت میں تبلیغ کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور سمجھتے ہیں کہ یہ زائد کام ہے اس غلط تصوّر کو توڑنے کے لئے میں نے یہ آیت آج آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ یہ لغو اور بیہودہ خیال ہے کہ تبلیغ زائد کام ہے۔ اگر یہ زائد کام ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر خدا یہ نہ کہتا کہ تبلیغ کر ورنہ تو رسالت کا حق ادا کرنے والا نہیں ہوگا۔ گویا تُو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا مَیں پہلے بھی اس بات کو خوب کھول چکا ہوں۔ ادنیٰ سی عقل سے بھی کام لیکر دیکھیں کہ کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے تبلیغ کا حکم تھا۔ اور ماننے والوں کو اجازت تھی کہ تم جو چاہو کرتے پھرو۔ اکیلے محمد رسُول اللہ کو تبلیغ کرنے دو۔ یہ تو ویسی ہی ذلیل

بات ہے جیسے حضرت موسیٰؑ کی قوم نے آپ سے کہی تھی کہ جا تُو اور تیرا رب لڑتے پھرو۔یعنی حضرت موسیٰؑ کو مخاطب کر کے کہا کہ:۔

فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ۔۔۔۔ (المائدہ:۲۶)

حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ جا تُو اور تیرا رب لڑتے پھرو ہم تو یہاں بیٹھ رہنے والے ہیں۔جب فتح حاصل کر لوگے تو ہمیں بتا دینا۔اگرچہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو فتح دے بھی سکتا تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔اور حضرت موسیٰؑ کو بھی اس کی وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔وہ عرصہ جو وعدے کا عرصہ تھا وہ گزر گیا پھر بھی آپ کو ارضِ مقدسہ میں داخل ہونے کی توفیق نہ ملی کیونکہ قوم نے ساتھ نہ دیا تھا۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کا معاملہ ہے اس کو کون کہہ سکتا ہے کہ طوعی بات ہے۔یہ فرض ہی نہیں بلکہ جذبات کے ساتھ اس کا ایسا گہرا تعلق ہے۔کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہلِ مدینہ کو پیش نظر رکھ کر پوچھا تھا بدر کی جنگ میں کہ کیا مشورہ دیتے ہو؟ جب اہلِ مدینہ سمجھ گئے کہ ہم مخاطب ہیں۔ایک نے ان میں سے اُٹھ کر کہا کہ یا رسُول اللہ ہم نے جو میثاق مدینہ کیا تھا وہ پہلے زمانے کی باتیں ہیں۔جب یہ شرطیں تھیں کہ مدینے پر اگر کوئی حملہ آور ہُوا تو ہم لڑیں گے اور اگر مدینے سے باہر جنگ ہوئی تو ہم نہیں لڑیں گے۔انہوں نے کہا کہ یا رسُول اللہ آپؐ کے ذہن میں وہ بات ہے وہ زمانہ تو گزر گیا آپؐ کو جانتا کون تھا اس وقت، کون پہچانتا تھا کہ آپؐ کی کیا عظمت ہے (مطلب یہ نہیں کہ اس طرح کہا مگر مراد یہی تھی) اب جب کہ ہم آپؐ کے عاشق ہو چکے ہیں۔آپؐ کی عظمت کو پہچان چکے ہیں۔آج ہمارا جواب یہ ہے کہ خدا کی قسم ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے

آپؑ کے دائیں بھی لڑیں گے آپؑ کے بائیں بھی لڑیں گے اور ناممکن ہے کہ دشمن آپؑ تک پہنچے۔ سوائے اس کے کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا آئے۔ اور اے رسول اللہؐ! اگر آپؐ حکم دیں گے کہ سمندروں میں گھوڑے دوڑا دو تو خدا کی قسم ہم سمندروں میں گھوڑے دوڑا دیں گے۔ پس یہ ہے حقیقتِ ایمان۔ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق۔ جس کا اظہار اُس وقت ایسی شان سے ہوا ہے کہ کبھی دنیا میں کسی نبی کی قوم نے اس طرح اپنے نبی کو مخاطب نہیں کیا تو وہی عشاق ہم ہیں اور وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معشوق۔ آج بھی جہاد ہے یہ، اور اصل جہاد یہی ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کیا جائے۔ اس موقع پر کون کہتا ہے کہ یہ طوعی چیز ہے۔ مرضی ہے تو کرو مرضی ہے تو نہ کرو۔ اصل میں یہ بے وقوفی اور ظلم ہے۔ آج کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے چھوڑ دو گے جبکہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصف: ۱۰) کے دن آئے ہیں۔ جب ساری دنیا پر اسلام کو غالب کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ تو کیا پیچھے ہٹ جاؤ گے؟ اور یہ سوچو گے کہ پتا نہیں ہم بھی مخاطب ہیں کہ نہیں۔ آخر ہم میں سے چند تو تبلیغ کر ہی رہے ہیں۔

آیتِ قرآنی میں یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے مخاطب کرنے میں یہ حکمت ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ساری قوم کو بھی مخاطب کر سکتا تھا۔ جس کا مطلب بعض دفعہ فرضِ کفایہ بھی ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے مسلمانوں کو عمومی مخاطب کرتا تو لوگ سمجھتے کہ ہم میں سے بعض تو کر ہی رہے ہیں اس لئے فرض پورا ہو گیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی طور پر مخاطب کرنے میں دو حکمتیں ہیں ایک رسول اللہ کو ذاتی طور پر مخاطب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم سے زیادہ بڑا کسی کا مقام نہیں۔ تم سے

زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں۔ اگر تو بھی یہ کام نہیں کرے گا تو میری نظر میں اپنے مقصد کو پورا کرنے والا نہیں ٹھہرے گا۔ اس میں دراصل سننے والے کانوں کو پیغام تھا کہ غور سے سن لو کیا ہو رہا ہے! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی خاطر میں نے کائنات کو پیدا کیا تھا آپؐ کو میں مخاطب کر کے کہہ رہا ہوں کہ اگر تبلیغ نہیں کرو گے تو تم رسالت کا حق ہی ادا نہیں کرو گے۔ تو اے محمد رسول اللہ کے غلاموں تم اپنے متعلق بھی سوچ لو تمہارا کیا حال ہوگا۔ تمہاری کیا حیثیت ہوگی۔ اگر تم نے محمد رسول اللہ کا پیغام آگے نہ پہنچایا تو تم کس شمار میں ہو گے!

دوسرے واحد کے صیغے میں مخاطب فرمایا جس کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص ہر فرد بشر مخاطب ہے۔ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ قومی طور پر فریضہ ہے۔ محمد رسول اللہ کا نام لے کر مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ہو میرے مخاطب گویا آپ کی ذات کے تعلق سے جو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتا ہے وہ ہر ایک مخاطب ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک بھی اس سے باہر نہیں رہتا۔ اور سب سے پہلے تو اہمیت سمجھیں۔ کئی لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں جی ٹھیک ہے تبلیغ ہو رہی ہے۔ جماعت کر رہی ہے۔ ہمارا بھی حصہ سمجھ لیجئے لیکن آپ کا حصہ نہیں ہے کیونکہ مالی قربانی اور چیز ہے۔ عبادتیں کرنا اور چیز ہے اور تبلیغ کو واضح طور پر پیش نظر رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ جو حکم دیا ہے وہ ان ساری قربانیوں کے علاوہ تھا۔ ایک ایسے وجود کو حکم دیا جا رہا ہے جو بدنی قربانی میں سب سے آگے نکل چکا تھا۔ جس نے عبادتوں کو اس مقام تک پہنچا دیا تھا کہ اس سے آگے عبادتوں کا تصور باندھا ہی نہیں جا سکتا۔ اس کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر تو نے تبلیغ کا حق ادا نہ کیا فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ تو تو پھر

اپنی رسالت کا حق ادا نہیں کرے گا۔

پس آپ لوگ پہلے دماغ سے یہ کیڑا نکالیں کہ عمومی طور پر جماعت تبلیغ کر رہی ہے اس لئے وہی کافی ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ کسی نہ کسی طرح ضرور حصہ ڈالے اور ہر شخص کی طرف سے حصہ ڈالنے کی بہت سی صورتیں جماعت پیدا کر سکتی ہے۔ مَیں مختلف خطبوں میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ اب پھر یاد دہانی کروا رہا ہوں۔ کیونکہ لوگ بھول جاتے ہیں۔ اب تمام ممالک خصوصاً مغربی ممالک کی جماعتوں کا فرض ہے کہ مسلسل اس پہلو کو اب اپنے پیش نظر رکھیں۔ مجلس عاملہ میں ان باتوں پر غور کریں۔ کبھی ایک پہلو پر عمل کر کے اس کا نظام جاری کریں پھر دوسرے پہلو پر غور کر کے اس کا نظام جاری کریں۔ تھکیں اور ہاریں نہیں جب تک کہ نظام کلیتاً جاری نہیں ہو جاتا اور سارے احمدی مرد ہوں یا عورت بڑے ہوں یا بچے وہ اپنے اپنے رنگ میں اس تبلیغی فریضہ میں شامل نہ ہو جائیں۔ اس جہاد میں شامل ہونے والوں میں سے ہر ایک کی صلاحیتیں مختلف ہوا کرتی ہیں۔ بعض ایسے بھی شامل ہونے والے ہوتے ہیں جو بستروں پر پڑے دعائیں کرتے ہیں۔ کون کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس جہاد میں شامل نہیں مگر اس سے زیادہ انہیں توفیق نہیں۔ لیکن جن کی توفیق زیادہ ہے۔ اور پھر کم کر رہے ہوں ہاں وہ اس میں شامل نہیں سمجھے جا سکتے۔ پس جماعت کے مختلف حصوں کی توفیق طے کرنا ہوگی۔ اور جن کو کم توفیق ہو ان کی توفیق بڑھانا۔ یہ نظام جماعت کا کام ہے۔ جہاں تک توفیق کا تعلق ہے اس کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً ایک یہ ہے کہ گذشتہ خطبہ جب مَیں نے تبلیغ کے متعلق دیا تو مجھے کثرت سے ایسے خطوط یا زبانی پیغام ملے کہ دل سخت بیقرار ہے کہ ہم بھی پوری طرح حصہ لیں مگر ہمیں پتہ نہیں کہ کس طرح اس میں حصہ لیں۔ ہمیں حصہ لینا نہیں آتا دیلیں

نہیں آتیں رابطہ کیسے آگے بڑھائیں۔ بہتر خواتین ہیں وہ بھی اس بارہ میں پوچھتی ہیں۔ اسی طرح کئی دوست کہتے ہیں کہ ہم دعوت الی اللہ تو کرتے ہیں مگر دل کی حسرت پوری نہیں ہوتی کوئی پھل نہیں لگتا۔ اب یہ سارے مسائل ہیں جن کو اہل علم کو حل کرنا ہے۔ نظام جماعت کا فرض ہے کہ ان مسائل کو عمومی طور پر پیش نظر رکھ کر انفرادی طور پر ہر شخص کی راہنمائی کرے۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو ہونے والا ہے۔ اس کا آغاز بھی پوری طرح اکثر جگہ نہیں ہوا۔ تو پھر میں کیوں نہ آپ کو بار بار یاد کراؤں۔ یہ تو اس سال کی بات ہے کہ اس کے ختم ہونے میں دو مہینے رہ گئے ہیں یا کم رہ گئے ہیں پھر اس صدی میں کتنا وقت باقی رہ گیا۔ اور اگلی ساری صدی ہم نے پیغام بھیجنا ہے اپنی طرف سے۔ کہ اے آنے والی صدی اور بعد میں آنے والی صدیو! ہمارے عشق اور ہماری قربانیوں نے تمہیں بھی حصہ دیا ہے اس لئے تم ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ یہ پیغام ہے جو ہماری آج کی احمدیت کی دنیا نے کل کی احمدیت کی دنیا کو دینا ہے۔ اس لئے کمر ہمت کس لیں۔ پچھلی غفلتوں کو دور کریں اور کام شروع کریں۔ مگر وہ جن کو کام شروع کرنا نہیں آتا وہ کیا کریں اور اکثر لوگ ہیں جو تبلیغ کرنا چاہتے بھی ہیں مگر ان کو کام کرنا نہیں آتا۔ اور ان کی وجہ سے میں آج نظام جماعت کو مخاطب کر کے سمجھانا چاہتا ہوں۔ اور اگر آج کے محدود وقت میں نہ سمجھائی جا سکی تو انشاء اللہ آئندہ خطبے میں اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ اب صرف تبلیغ کی ذمہ داری کا جائزہ لینا بہت بڑا کام ہے۔ یعنی انگلستان کی مثال لے لیجئے کہ اس بات کا جائزہ لینا کہ کون تبلیغ کر رہا ہے کون نہیں کر رہا۔ اور فہرستیں بنانا اور ایک ایک دروازہ کھٹکھٹانا اور معلوم کرنا کہ کیسے تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ بعد کی بات ہے۔ سب سے

پہلے ایسا نظام قائم کرنا جس کے ذریعہ ہر فردِ بشر تک اس طرح رسائی ہو جیسے اللہ کو محمد رسول اللہ تک رسائی تھی اور یہ حکم دیا جا رہا تھا۔

بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ

جو تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ تم اسے پہنچاؤ۔ اور اس پیغام کو اکثریت کو پتا نہیں کہ کس طرح پہنچایا گیا تھا۔ اللہ خطاب فرما رہا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب تھے۔ آپؐ سے خطاب کیا جا رہا تھا۔ اس لئے پیغام دے دیا اور پیغام دے کر اللہ خوب جانتا تھا کہ محمدؐ کو پیغام دیا تو ساری دنیا کو پیغام دے دیا۔ کیونکہ ساری دنیا کا رسُول ہے۔ اور جب یہ کہا جا رہا ہے کہ تُو اپنی رسالت کو آگے نہیں پہنچائے گا اگر تبلیغ نہیں کرے گا۔ تو گویا ساری دنیا کو تبلیغ پہنچانے کا انتظام ہو گیا ہے۔ آنحضرتؐ کو فرما دیا اللہ تعالیٰ نے۔ اب آپ کی طرف سے گھر گھر پیغام اسی طرح پہنچنا چاہیئے۔ اکثر لوگوں کو پتہ ہی نہیں۔ ہماری یہاں کی نئی نسل کے اکثر جو بچے ہیں۔ ان بے چاروں کو پتہ ہی نہیں کہ یہ پیغام ان کو پہنچا ہُوا ہے۔ لیکن حقیقتاً اُن تک نہیں پہنچا۔ جب آنحضرتؐ کو مل چکا ہے تو آگے ہم غلاموں کا فرض تھا کہ ہر گھر میں اسی طرح اس پیغام کو پہنچائیں۔ ہر گھر کے ہر فرد تک یہ بات پہنچائیں۔ جو ہم نے نہیں پہنچائی۔ پس اگر تو صرف یہی نظام مقرر کریں تو دیکھیں کتنی بڑی محنت کا کام ہے۔ اس ضمن میں کچھ وہ لوگ ہوں گے جو براہ راست تبلیغ نہیں کر سکتے۔ کچھ بوڑھے ہیں کچھ بے چارے ابھی بے کار ہیں۔ اُن کو تبلیغ کرنا سکھانا لمبا کام ہے۔ ان کو اس نظام کا حصہ تو بنایا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے یہ خیال کر لینا کہ سیکرٹری تبلیغ کے اُوپر بات چھوڑ دی ہے۔ اور اس نے آگے انتظام کر لیا ہے۔ یہ محض بہانہ ہے کبھی بھی یہ کام نہیں

ہو سکتا۔ مرکزی سیکرٹری تبلیغ کو یہ سارا خطبہ سنا بھی دیں تب بھی وہ آگے کچھ نہیں کرے گا۔ اس میں صلاحیت نہیں ہے۔ اور اس صلاحیت کی خاطر میں نے مجلس عاملہ کا فرض مقرر کیا ہے۔ مجلس عاملہ کی عمومی صلاحیت کام آنی چاہیئے۔ وہاں یہ سوال نہیں ہوگا کہ فلاں سیکرٹری رشتہ ناطہ ہے یا فلاں سیکرٹری فلاں ہے۔ ساری مجلس عاملہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور اب میں معین طور پر مجلس عاملہ کو اس کام پر مقرر کر رہا ہوں۔ یہ جو باتیں میں آج کہہ رہا ہوں یا کل کہوں گا۔ اب ان سب پر عمل کروانے کی ذمہ دار ہر ملک کی مجلس عاملہ ہوگی۔ اور چونکہ امیر مجلس عاملہ کا دماغ اور اس کا دل ہے اس لئے امیر کا فرض ہے کہ وہ ان باتوں کو آگے جاری کرنا شروع کرے۔ لیکن یہ سب باتیں ایک ہی دن میں جاری نہیں ہو سکتیں۔ ایک دن میں ان سب باتوں کا آغاز بھی نہیں ہو سکتا جو میں آپ کو بتانے والا ہوں کیونکہ ایک نظام مقرر کرنا ہے۔ مگر ایک دن میں کام شروع ضرور ہو سکتا ہے۔ مثلاً آج یہ کام شروع ہو سکتا ہے۔ شروع کر دیں اور اللہ پر توکل رکھیں۔ اور پھر مسلسل نظر رکھیں کہ رفتہ رفتہ لیکن لازمی اور قطعی قدموں کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھانا ہے۔ پس ایک جائزے کا نظام ہے جو فوری طور پر قائم ہونا چاہیئے۔ اب اس جائزے کے نظام سے تعلق میں میں یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے اس کام میں خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ کی تنظیمیں الگ نہیں ہونے دینی۔ بعض دفعہ اس طرح کام بگڑ جاتے ہیں۔ کوئی انصار کے پلے پڑ گئے۔ کوئی خدام کے پلے پڑ گئے۔ کوئی اطفال کے اور اپنے انتظام میں وہ غلطیاں بھی کرتے رہے ہیں اور بعض دفعہ ہلکی باتیں کر دیتے ہیں۔ امیر کے شعبے میں ایک وزن ہے امیر کے منصب میں ایک ایسا وقار ہے جو ذیلی تنظیموں کو حاصل نہیں۔ اس لئے امراء کا فرض مقرر کر رہا ہوں کہ وہ

مجلس عاملہ کو ساتھ بٹھائیں اور جب چاہیں تو خدام الاحمدیہ یا انصاراللہ سے ملیں. اور یہ جو ہدایت تھی کہ امیر نے انصار اللہ کے سپرد انصاراللہ کی حیثیت سے خدام الاحمدیہ کے سپرد خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے کوئی کام نہیں کرنا وہ ابھی بھی اسی طرح ہے ۔ لیکن اس تعلق میں کہ ان تنظیموں میں الگ الگ نہیں قائم کرنا چاہتا ۔ یہ سمجھا رہا ہوں کہ امیر اگر کسی صدر سے کہے کہ مجھے اس قسم کے آدمی چاہئیں تو اس صدر کا فرض ہوگا کہ اس قسم کے آدمی ان کو مہیا کر کے دینا اور جہاں تک کریڈٹ کا تعلق ہے یہ فضول اور ہلکی باتیں ہیں کہ خدام الاحمدیہ نے کریڈٹ لے لیا یا لجنہ نے کریڈٹ لے لیا ۔ کریڈٹ تو اللہ دیا کرتا ہے اور جو بھی اخلاص سے خدا کے حضور اپنی جان پیش کرتا ہے اپنا مال پیش کرتا ہے ۔ اپنی عقل پیش کرتا ہے ۔ اس کو ساتھ ساتھ کریڈٹ مل رہا ہے ۔ اس کے لئے انتظار نہیں کیا جاتا ۔ کہ مرے گا تو کریڈٹ ملے گا ۔

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (البقرہ : ۲۰۳)

اللہ کے سریع الحساب ہونے کا یہ بھی مطلب ہے کہ کریڈٹ کا نظام ساتھ ساتھ جاری ہے ۔ اسی لمحے فیصلہ کرتا جاتا ہے کہ اس کو یہ مل گیا اور یہ اس کے کھاتے میں لکھا گیا ۔ مرنے کے بعد پھر اس کو سمجھ آئے گی کہ ایک ذرہ بھی ضائع نہیں گیا ۔ تو اس اعلیٰ نظام میں آپ ہی کے کھاتے میں آپ کا کریڈٹ جارہا ہے ۔ آپ کو کیا فرق پڑتا ہے ۔ کہ خدام کے نام الگ یا لجنہ کے نام الگ کوئی کریڈٹ گیا ہے کہ نہیں گیا ۔ جب بھی امیر آپ سے کہے تو بسم اللہ پڑھتے ہوئے اَهْلًا وَّسَهْلًا وَّ مَرْحَبًا کہتے ہوئے جتنے نفوس وہ آپ سے چاہے اُتنے نفس اس کے سامنے پیش کردیں کہ ہمارے فلاں فلاں حلقے میں یہ یہ افراد ہیں ۔ جو آپ کے بتائے ہوئے کام میں خصوصی طور پر مدد

کریں گے۔ یہ جو جائزے کا نظام ہے ایک دفعہ جاری ہو گیا پھر مستقل نہ بھی رہے تو فرق نہیں پڑتا کیونکہ جائزہ ابتداء میں زیادہ آدمی چاہتا ہے اور اس کے لئے ہم زیادہ عہدے دار نہیں بنا سکتے ورنہ وہ ایک SURPLUS چیزیں بن جائیں گے۔ بیکار سی چیز ہوگی عہدے باقی رہیں گے اور کام نہیں ہوگا۔ مطالبہ کچھ نہیں ہوگا اور بیٹھے رہیں گے ان عہدوں کے اوپر اس لئے عہدوں کی تقسیم مَیں نہیں کر رہا کام کی تقسیم کر رہا ہوں۔ امیر جماعت آدمی مانگے گا کہ مجھے سارے ملک کا جلدی سے جلدی جائزہ چاہیئے اور اس کیلئے مجھے اس نوع کے آدمی چاہئیں اور پھر امیر انکو بتائیگا کہ اُن میں سے بعض آدمی مقرر کریگا جن کو اُن کے اُوپر نگران بنایا جائیگا۔ اس کیلئے بھی بہت سے کام چاہئیں مثلاً وہ کہے گا کہ آپ نے پندرہ دن یا دس دن میں جتنی جلدی سے جلدی ہو سکے یہ جائزہ لینا ہے کہ تبلیغ کر کون رہا ہے اور کیسے کر رہا ہے۔ اور جب کیسے کی بات شروع ہوگی پھر ایک اور نظام شروع ہو جائے گا کہ اُن کو بتانا کیسے ہے کہ کیسے تبلیغ کی جاتی ہے۔ اکثر لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم حاضر ہیں۔ بتاؤ کس طرح تبلیغ کریں۔ لیکن جب آپ تبلیغ کی خواہش رکھنے والوں کا جائزہ لیں تو وہاں آپ کو پتہ چلے گا کہ کتنا بڑا سقم ہے اکثر بیچارے خواہش رکھتے ہیں طریقے کا پتہ کوئی نہیں۔ ان کے لئے طریقے طے کرنا اور ان کو سمجھانا ضروری ہے۔ اس کے بھی مختلف ذرائع ہیں۔ یہ ذرائع جماعت کو اختیار کرنا ہوں گے۔ ان میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ دوسرا جائزہ یہ لیں کہ آپ میں سے مؤثر کام کرنے والے کون ہیں۔ جہاں تک مَیں نے ملکوں کا جائزہ لیا ہے پاکستان ہو یا غیر پاکستان ہو ہر جگہ کچھ ایسے لوگ ضرور نظر آتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں عطا کی ہیں ان کی زبان کی مٹھاس ہے یا سادگی کی طاقت ہے۔ یا کچھ اور باتیں ہیں جو ضرور پھل

لے آتے ہیں۔ پس پھل لانے والے اور درخت ہیں اور پھل نہ لانے والے اور درخت ہیں۔ لیکن درختوں کو پھل دار بنانا تو ہمارا کام ہے۔ اس لئے پہلے پھلدار درختوں سے پوچھیں تو سہی کہ آپ کرتے کیا ہیں جو آپ کو پھل لگتے ہیں۔ کیونکہ یہ انسانی درخت تو بولتے ہیں یہ تو بتاتے ہیں۔ اس لئے وہ سمجھائیں گے کہ ہم نے تو یہ طریقہ اختیار کیا تھا جس کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے پھل لگ رہے ہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ نہیں لگتے تو اُس سے پوچھیں کہ کیوں نہیں لگتے۔ ہمیں تو لگ رہے ہیں۔ آج اسی دنیا میں ایسے داعی بھی ہیں کہ جنہوں نے اکیلے مثلاً ۷ پھلوں کا وعدہ کیا اور ۷۰ پھل حاصل کر لئے بعض ایسے بھی ہیں۔ کہ ساری جماعت کا وعدہ اکیلے نے ہی پُورا کر دیا اور باقی چپ کر کے بیٹھے رہے اور رپورٹ یہ ملتی ہے کہ الحمدللہ فلاں جماعت کا وعدہ پورا ہو گیا اتنا ٹارگٹ تھا جو پُورا ہو گیا۔ اور جب تفصیل معلوم کرو تو پتہ چلتا ہے کہ ایک ہی شخص تھا جس نے سارا کام کیا۔ پس جب ایک شخص کا کام ہو گا تو پھر اور بھی ذمہ داریاں آئیں گی جن کا میں بعد میں ذکر کروں گا۔

یہ جائزہ لینے کے بعد ان کا دوسرا جائزہ لینا ہو گا کہ جو اچھا کام کرتے ہیں ان کی تعداد کیا ہے۔ اب سارے انگلستان میں اچھا کام کرنے والے چند گنتی کے شاید ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جائیں یا دو ہاتھوں کی انگلیوں پر گنے جائیں اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ ان کو شمار کرو اور ان کو بلاؤ اور محض ان کی تقریریں نہ کرواؤ بلکہ انہیں مجلس عاملہ میں بٹھا کر اُن سے سمجھیں اور معلوم کریں کہ وہ کیسے کام کرتے ہیں۔ ان کا طریق کیا ہے اور پھر انہی کو نگران بنا کر مختلف علاقے کے احمدیوں کی تربیت کے لئے ایک نظام جاری کیا جائے۔ سارے کامیاب مبلغ اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لگائیں اور جن لوگوں کو اُن کے

ساتھ لگایا جائے یہ وہ ہوں جو اس فہرست میں سے چنے جائیں گے جو پہلے تیار کی ہے اور ان میں سے جو جوش رکھنے والے محبت رکھنے والے اور پُرخلوص لوگ ہیں پہلے ان کو پکڑیں۔جو ابھی بے چارے بالکل ہی بے جان سے ہیں ان میں ابھی نئی نئی جان ڈالی جارہی ہے اُن پر بوجھ نہ ڈالیں۔جب ایک جگہ سے کوئی پودا دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے تو اُسی وقت تو نہیں اُس کو پھل لگ جایا کرتا۔اسی وقت تو بوجھ نہیں ڈالے جاتے بلکہ بڑی احتیاط کی جاتی ہے۔

پاکستان میں جب مَیں خود زمینداری کیا کرتا تھا تو چاولوں کی پنیری ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تھے شروع میں کچھ دیر جب تک وہ پودہ جڑیں نہ پکڑ جائے اس کی بڑی احتیاط کیا کرتے تھے۔کسی بچے کو بھی اندر نہیں گھسنے دیتے تھے کیونکہ جہاں پاؤں پڑا وہاں وہ ختم ہو گیا۔تو یہ وہم ہے کہ وہ لوگ جن کی فہرست بنائی جائے گی جن کو آپ اس نئی فہرست میں یعنی تبلیغ کرنے والوں میں داخل کریں گے۔پہلے ہی دن ان پر سارا بوجھ ڈال دیں۔یہ نہیں ہو سکتا۔پہلے اُن میں سے وہ چنیں جو کچھ جان رکھتے ہیں جن کے اندر نصیحتیں قبول کرنے کی خواہش ہے اور استطاعت ہے کہ ان پر عمل بھی کر سکیں۔ان کا یہ جائزہ لینا ایک بہت بڑا کام ہے۔ان میں سے مختلف رجحانات رکھنے والے لوگ ہیں کچھ ایسے ہیں جو تحریری تبلیغی کام یعنی ڈاک کے کام میں بہت مستعد ہوں گے جب ان کو کہا جائے کہ زبانی دعوت اِلی اللہ کرو تو بالکل بات نہیں کرنی آئے گی۔ایسے بھی ان میں ہوں گے جو میٹھی طبیعت ہونے کی وجہ سے کسی کو اپنے گھر بلائیں تو وہ آجائے گا۔پھر گھر بلا کر اگر ویڈیو دکھانی ہے تو آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ کونسی ویڈیو دکھانی ہے اور کیسے دکھانی ہے۔اگر لٹریچر پیش کرنا ہے تو اس کا پتا ہونا چاہیئے کہ کس

قسم کا لٹریچر دینا ہے۔ یہ ساری تفصیلات ہیں جو دوسرے قدم کی تفصیلات ہیں۔ ان کو طے کرنا بھی بہت لمبا کام ہے لیکن جن جماعتوں میں ابھی کام شروع نہیں ہؤا ان کو یہ کام شروع کروانا ہے اگرچہ اس قسم کے خطبے مَیں نے پہلے بھی دیئے ہوئے ہیں مگر مجھے یہ علم ہے کہ اس دوران آہستہ آہستہ بعض لوگ سو گئے اس لئے مجھے بار بار یہ بتانا پڑتا ہے آپ کو یاد کرانا پڑتا ہے کہ اس کام کا یہ طریق کار ہے۔ اس ضمن میں جب آپ تبلیغ کا جائزہ لیں گے تو لٹریچر کا بھی تو جائزہ لینا پڑے گا۔ لٹریچر کا جائزہ لیں گے تو آڈیو کیسٹس کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔ ویڈیو کیسٹس کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔ یہ بھی تو جائزہ لینا ہوگا کہ اس لٹریچر میں کیا ہے۔ مخالف کیا شرارتیں کرتا ہے۔ اس کا جواب کس کس لٹریچر میں موجود ہے۔ آڈیو وڈیو میں کس قسم کی شرارتوں کے جوابات موجود ہیں۔ کونسی ایسی چیزیں ہیں جو سوال جواب کے طور پر نہیں بلکہ جماعت کی خدمات کا تعارف کروانے میں بہت اثر رکھتی ہیں۔ مثلاً مختلف مجالس ہیں کچھ عربوں کے ساتھ کچھ جرمنوں کے ساتھ اور بعض دوسری قوموں، البینینز وغیرہ کے ساتھ ہیں۔ صرف ان کو دیکھنے سے ہی بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ غرضیکہ یہ جائزہ اپنی ذات میں ایک بڑا بھاری کام ہے اور اس جائزے کے بغیر آپ اُن افراد جماعت کو جو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں اور ٹھوس کام دے ہی نہیں سکتے یہ مجبوری ہے کیونکہ یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہوں میں جا کر دب جایا کرتی ہیں۔ بہت سی آڈیو وڈیو کیسٹ ہیں جو اپنے اپنے مقام پر جا کر دب کر وہیں رہ گئیں اور سو گئیں اور ارد گرد کے لوگ پوچھ رہے ہیں کہ فلاں بات کا جواب ہم کہاں سے دیں۔ ساری دنیا میں یہ چیزیں پہنچائی گئی ہیں۔ کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اس نظام کو جاری نہ کیا گیا ہو اور اس کے باوجود ہر ملک سے خط آتے ہیں کہ فلاں شخص

نے یہ سوال کیا اس کا ہم کیا جواب دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک کے امیر نے یا جو بھی اس کام کا ناظم مقرر تھا اس نے افرادِ جماعت کو یہ بھی نہیں بتایا کہ ہمارے پاس ہے کیا کیا چیز۔ پس بولو تو سہی کہ تمہارے پاس ہے کیا کیا؟ جیب میں پتہ نہ ہو کہ ہے کیا تو آپ سے کوئی مانگے گا کیا۔ اس لئے اپنی جیب کے راز کھول دو ساری جماعت کو بتادو ہر تبلیغ کرنے والے کو بتاؤ کہ ہمارے پاس کیا کیا چیزیں ہیں۔

اور جب یہ بتاؤ گے تو پھر ایک اور تقسیم ذہن میں اُبھرے گی۔ ہمارے پاس بنگالیوں کے لئے بھی لٹریچر ہے۔ بنگالیوں کے لئے بھی ویڈیوز ہیں آڈیوز ہیں بنگالی زبان میں مختلف مجالس کے ترجمے ہوئے ہیں اور بنگالی زبان میں بنگالی مسائل کو حل کرنے کے لئے ہمارے پاس آڈیوز بھی ہیں وڈیوز بھی ہیں اور بنگالی لٹریچر بھی ہے اب یہ سب اپنی جگہ دبا پڑا ہے۔ ایک آدمی مشرقی لندن سے اُٹھ کر مجھے خط لکھتا ہے کہ فلاں بنگالی دوست ہے میں اس کو کیا دوں۔ اب میں سب کو کیسے جواب دوں کہ تمہارے مسائل کا حل پہلے سے ہو چکا ہے اب کتنا کام بڑھ جائے گا۔ جو مرکزی کام ہوئے ہوئے ہیں ان کی صرف اطلاعیں دینے کے لئے مرکزی دفتر ڈاکخانہ بن جائے گا اُن باتوں کی اطلاع کے لئے جو پہلے اس جماعت کو ہونی چاہیئے۔ اس پہلو سے امراء کا کام ہے کہ اپنے مقامی امراء کا بھی تو جائزہ لیں کہ ان کو ان سب چیزوں کا پتا بھی ہے کہ نہیں بلکہ ان کو بتانے سے پہلے خود معلوم کریں کیونکہ امیر بدلتے رہتے ہیں نئے امیر آجاتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں خود معلوم کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں کہ جو نئے امیر بنتے ہیں انہیں خود پتا کرنا ہوگا اور یہ جائزہ لیں کیا کیا چیزیں کہاں کہاں پڑی ہوئی ہیں اس جائزے سے ہی اُن کے دل میں ایک ہیجان پیدا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت

کے پاس اتنا کچھ ہے ۔پورا بارود خانہ موجود ہے ۔پورا اسلحہ تیار ہے ۔شاذ ہی کوئی نیا پہلو ہو جس کے متعلق جواب دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہ ہو اور پھر تحریر بھی موجود ہے تقریر بھی موجود ہے ۔نظر آنے والی تصویریں بھی موجود ہیں تو پھر آپ کو اور کیا چاہیئے۔

جب اس سوال پر آپ پہنچتے ہیں تو اس جائزے کے ساتھ ہی ایک اور سوال ذہن میں ابھر آتا ہے کہ مختلف زبانوں میں لٹریچر موجود ہے ۔ہندوستان کی مختلف زبانوں میں لٹریچر موجود ہے ۔پاکستان کی مختلف زبانوں میں موجود ہے ۔لٹریچر بھی موجود ہے کیسٹس اور ویڈیوز بھی موجود ہیں ۔قرآن کریم کے تراجم بھی موجود ہیں لیکن ان زبانوں کے جاننے والے لوگ کہاں ہیں ۔ان لوگوں کو بھی تو پکڑنا چاہیئے اور اس طرح تبلیغ کرنے والوں کی آگے تقسیم ہو جائے گی ۔کچھ کو پاکستانیوں پر لگا دیں کچھ کو بنگالیوں پر لگادیں کچھ کو ان افریقیوں پر لگا دیں جو یہاں رہتے ہیں اور اسی طرح آپ کی سوسائٹی کی تقسیم بھی خود بخود کام کے نتیجے میں ظاہر ہونی شروع ہو جائے گی ۔یعنی نکھر کر سامنے آجائے گی اس کے بعد اتنے ہی آپ کو گروپ لیڈر بنانے پڑیں گے ۔اگر تبلیغ کا کام ایک سیکرٹری کو سمجھا کر آپ چھوڑ دیں تو وہ یہ کام کیسے کر سکتا ہے ۔اس بیچارے میں اتنی طاقت ہی نہیں ۔چند دن اُس کو جوش رہتا ہے اور چٹھیاں لکھ دیتا ہے کہ تبلیغ کرو اور سال کے آخر پر کہتا ہے دیکھیں مَیں نے اتنی چٹھیاں لکھی تھیں کہ تبلیغ کرو ۔ لیکن اس طرح کیسے تبلیغ ہو جائے گی ۔آپ نے تبلیغ کرنا سکھانا ہے ۔آپ کسی بیچارے شہری کو کہہ دیں کہ مونجی لگاؤ ۔چھوٹا سا اور سادہ سا کام ہے جو اَن پڑھ بھی کرتے ہیں وہ سارا سال ضائع کر دے گا اس کو کچھ بھی پتہ نہیں لگے گا ۔کس طرح مونجی لگانی ہے تو ہر کام کا ایک سلیقہ ہوتا ہے ۔وہ سلیقہ محض خواہش سے پیدا نہیں ہوگا محض بتانے

سے بھی پیدا نہیں ہو گا۔ آپ جتنے مرضی لیکچر دے دیں کسی کو، کہ اس طرح تیرا کرتے ہیں اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں اور تیرنے کے لئے مارتے ہیں۔ اس طرح ٹانگیں پیچھے مارنی ہیں۔ یوں جسم سیدھا رکھنا ہے۔ اور وہ پی۔ ایچ۔ ڈی بھی کر لے اور پھر اس کے بعد اُسے پانی میں پھینکیں تو وہ ڈوب کے مر جائے گا۔ تیراکی کے نظام کی علمی حیثیت کو سمجھ کر ساری دنیا کے نظام کا مطالعہ کر لے۔ اگر اُس نے خود تجربہ نہ کیا تو جہاں گہرے پانی میں اترا وہیں ڈوبا۔ تو یہ قانون قدرت ہے پھر اس لئے ان لوگوں کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر تبلیغ میں ڈالنا پڑتا ہے۔ طریقے آپ بتائیں اور سوچیں۔ نظام کی تقسیم کریں۔ جو لوگ پھر آگے آنا چاہتے ہیں پھر اُن کے اُوپر نگرانی کے لئے اتنی مین پاور (MANPOWER) چاہیئے۔ اس طرح آپ کے لئے کتنی بڑی مین پاور (MANPOWER) ڈویلپ (DEVELOP) ہو جاتی ہے۔ باقی سارے کاموں کے ساتھ پہلو بہ پہلو یہ نظام پورے ملک پر چھا جاتا ہے۔ بچوں کے لئے بھی ہے بڑوں کے لئے بھی ہے۔ ان سے پوچھ گچھ کر لی ہے۔ ان سے بھی باتیں کرنی ہیں۔ ایک بچے سے بیٹھ کر باتیں کرنے میں دیکھو کتنا وقت لگے گا۔ بعض بچیاں ہیں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم تو تبلیغ کرنا چاہتی ہیں لیکن ہمیں تو کچھ پتہ نہیں ہے کیسے کریں اسلئے آپ بتائیں۔ چنانچہ بعض دفعہ ہماری اردو کلاس میں یا دوسری جگہ بعض مجلسوں میں جہاں فیملی ملاقات ہوتی ہے وہاں اُن کو سمجھانا پڑتا ہے۔ اور اب اللہ کے فضل سے وہی بچیاں جن کو بالکل پتہ نہیں تھا۔ اب وہ تبلیغ کر رہی ہیں۔ وہ لٹریچر بھی تقسیم کر رہی ہیں۔ اور تبلیغ کر رہی ہیں۔ ناروے میں ہی سوال اٹھا تھا۔ وہاں کئی احمدی بچیوں نے کہا کہ بتائیں ہم کریں کیا؟ اُن کو میں نے سمجھایا کہ اتنا سا تو کام کرو کہ نارویجین زبان میں ایک چھوٹا سا مضمون لکھو۔

اور پھر مجھ سے چیک کروالو اور سارے سکولوں میں بھجوادو اور اُن کو کہو کہ ہمارے پاس یہ یہ چیزیں ہیں اور شروع میں بتادو کہ دیکھو ہم وہ مسلمان نہیں جو تلوار کے زور سے مسلمان بنانا چاہتے ہیں ہم وہ بھی نہیں ہیں جو ہوائی جہازوں کو دھماکوں سے اڑانے والے ہیں۔ ہم وہ بھی نہیں ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں تلوار کے زور سے تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ہم نے گردنیں کٹوادی ہیں۔ لیکن تبدیل نہیں ہوئے۔ تبدیل عقل سے ہوں گے۔ دلیل سے ہوں گے۔ پہلے یہ تعارف تو کرداؤ اور پھر دیکھو کہ کتنے دلچسپی لیتے ہیں۔ پھر ان کو کہو کہ مثلاً ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لائبریری میں تحفۃً قرآن کریم رکھوادیں۔ اب ایک سوال کے نتیجہ میں یہ ساری باتیں پیدا ہوئیں اور ناروے کی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ فضیلت حاصل ہے کہ جب بھی میں نے ان کو جو کام کہا وہ اللہ کے فضل سے ضرور کرتے ہیں کبھی ناکام نہیں پلٹے چنانچہ چھوٹی چھوٹی بچیوں نے مل کر کام شروع کیا اور تہلکہ مچادیا۔ کئی مخالفتیں اٹھیں اگرچہ وہاں بدتمیزی کا ایک درجہ ہوتا ہے حد سے زیادہ بدتمیزی نہیں ہوتی مگر مہذب ہونے کے باوجود ان لوگوں کی طرف سے بدتمیزی بھی دیکھیں گے اور جیسا کہ ان بچیوں کو نصیحت تھی آپ نے بالکل آگے سے کوئی سختی نہیں کرنی۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو بسم اللہ کر کے واپس آجاؤ۔ یہاں تک کہ بعد میں پھر ان کی معذرت کے خط آئے۔ شرمندگی کے خط آئے۔ کہ ہم نے آپ سے بدتمیزی کی تھی ہم معذرت چاہتے ہیں تو ایک چھوٹی سی بات کے جواب میں ایک پورا انتظام نہ صرف ابھرا بلکہ قائم ہوگیا۔ پس احمدی بچیوں سے اگر دوسرے کام نہ بھی لینے ہوں تو اس قسم کے کام تو لئے جاسکتے ہیں یہاں بہت بڑے کام پڑے ہیں۔ یہاں جتنے سکول ہیں ان کی لائبریریاں ہیں

ان تک جماعت کا لٹریچر پہنچانا اتنا بڑا کام ہے کہ اس کی جماعت کو اس وقت توفیق نہیں یعنی اس کام کو اگر آپ مہینوں میں بانٹیں پھر سالوں میں بانٹیں اور شروع کر دیں تو پھر ہو سکتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم انگریزی حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ترجمہ دنیا کا بہترین ترجمہ ہے عرب بھی مجبور ہیں یہ کہنے پر کہ یہ ہی بہترین ترجمہ ہے۔ سعودی عربین بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہی بہترین ترجمہ ہے۔ بزرگ انسان تھے۔ سادہ تھے۔ نیک تھے۔ ہر آیت کے ترجمہ کے ساتھ دعائیں مانگیں۔ اور عظیم الشان ترجمہ کی توفیق ملی ہے۔ کوئی دنیا کا مترجم اس ترجمے سے بہتر ترجمے کا دعویٰ کر ہی نہیں سکتا۔ یہ قرآن کریم پھیلانا ہے۔ مثلاً دیکھیں یہاں ہزارہا سکول ہیں اور یونیورسٹیوں کے آگے شعبے ہیں اور ہر سکول کے ساتھ مختلف شعبے بھی وابستہ ہیں۔ ہزارہا جو مَیں نے کہا ہے میرے نزدیک اگر صرف تعلیمی اداروں کی لائبریریوں کو دیکھیں تو چھوٹی چھوٹی لائبریریاں ہیں تو کم از کم پچاس ہزار لائبریریاں انگلستان میں نکلیں گی اس سے زیادہ ہوں گی کم نہیں۔ ان پچاس ہزار لائبریریوں میں قرآن کریم رکھوانا کتنا بڑا کام ہے اور یہ بھی تبلیغ ہے یعنی تبلیغ کی یہ بھی ایک قسم ہے اور پھر یہ سال "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا سال ہے۔ چند دن بچوں نے خوب جوش دکھایا اور کچھ کتب تقسیم کر دیں اور بعد میں خاموش ہو گئے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آپ کی جماعتوں کے ہاتھوں سے کتنی "اسلامی اصول کی فلاسفی" نکل کر کتنوں تک پہنچی ہے۔ اور اس کے لئے لائبریریوں تک پہنچانا صرف تبلیغ نہیں ہے بلکہ انفرادی طور پر صاحب علم و دانش تک اس طرح پہنچانا کہ وہ پھر پڑھیں بھی اس پر غور بھی کریں۔

پس تبلیغ کے ذرائع تو بے شمار ہیں صرف تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ دیکھیں تو سہی ڈھونڈیں تو سہی کہ ان کے استعمال کا رستہ کونسا ہے۔ تبھی خدا تعالیٰ قرآن کریم میں وعدہ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ (عنکبوت: ۷۰)

مَیں کئی دفعہ یہ آیت آپ کے سامنے پڑھ چکا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہمارے بارے میں جہاد کرتے ہیں یعنی ہمیں تلاش کرتے ہیں ۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم نے فرض کرلیا ہے ۔ لازم ہے کوئی اس بات کو ٹال نہیں سکتا کہ یقیناً بالضرور ہم ان کو راستوں کی طرف ہدایت دے کر رہیں گے ۔ اب راستہ تو صراطِ مستقیم ایک ہی ہے یہی مراد ہے کہ صراطِ مستقیم تک اگر پہنچنا ہے تو تبلیغ اور جتنے بھی نیکی کے رستے ہیں جو چھوٹی چھوٹی مختلف راہوں میں بٹے ہوئے ہیں ان میں سے جس رستے پہ بھی آپ چلیں گے اور دعا کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کا ہاتھ پکڑ لے گا ۔ ایک رستہ ان میں سے یہ ہے کہ لائبریریوں تک اپنی بات پہنچائی جائے ۔ دوسرا رستہ یہ ہے کہ یہ کتاب اہل علم و دانش تک اس سال کے ختم ہونے سے پہلے پہنچا دی جائے ۔ انگلستان کی جماعت اگر ایک لاکھ کتاب تقسیم کرنے کا فیصلہ کرے تو یہ زیادہ نہیں مگر پہلے فیصلہ ہوگا پھر سوال آئے گا کہ کہاں سے روپیہ آئے گا ۔ پھر وہ تقسیم کیسے ہوگی ۔ اگر اس نظام کو قائم کئے بغیر آپ بڑی بات کرلیں گے ۔ بڑی چھلانگ لگالیں گے کہ انگلستان کی جماعت سے ایک لاکھ کا آرڈر لے لیں اور ہم ایک لاکھ کتاب بھی دے دیں گے لیکن ایسا آرڈر لینا بھی بے وقوفی ہے ۔ کیونکہ مجھے پتا ہے کہ اس کتاب نے پھر کہیں نہ کہیں بند ہو جانا ہے ۔ جو چیز آتی ہے اس کے اخراج کا بھی نظام ہونا چاہیئے لیکن اگر اس کے اخراج کا اور اس کی صحیح جگہ پر رہ کر صحیح حالت پہ قائم رہنے کا نظام نہ ہو تو پھر یہ ساری کوشش ناکام ہو جاتی ہے ۔ اب لٹریچر میں سے ایک دو کا میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے باقی سارا لٹریچر موجود ہے کہاں کہاں پڑا ہوا ہے ۔ کہاں کہاں پہنچائیں گے ۔ کن کن جگہوں پر رکھوائیں گے ۔ یہ سارا ایک نظام بننے والا ہے ۔

بنگالی لٹریچر کو کہاں رکھا جائے گا لوگوں کو پتا ہونا چاہیئے جو بنگالی تبلیغ کرنے والے
کو پتا ہونا چاہیئے کہ فلاں جگہ میرا مواد موجود ہے۔ میرا صرف اتنا کام ہے کہ اپنے
امیر یا اپنے مقامی صدر سے کہوں کہ یہ چیزیں مجھے مہیا کر دیں اور پتا ہونا چاہیئے
کہ کہاں سے یہ چیزیں ملتی ہیں۔ اور ہر شعبے کے انچارج کو ہی نہیں ہر صدر، کو ہر
امیر کو معلوم ہونا چاہیئے خواہ وہ شعبے کا انچارج براہ راست ہو یا نہ ہو کہ میرے شعبوں
میں جو سارے شعبے دراصل امیر ہی کے ہوتے ہیں۔ ان میں یہ چیز فلاں جگہ ہے یہ
چیز فلاں جگہ ہے اس کا باقاعدہ نظام لکھا ہوا سامنے چارٹوں کی صورت میں لٹکا
ہو یا نہ لٹکا ہو۔ ایک امیر کا دماغ زندہ رہنا چاہیئے اس کی عمومی نظر رہنی چاہیئے
کہ جس وقت جس کو وہ چیز چاہیئے چٹکی بجاتے ہوئے ہی حاضر ہو جائے۔ دراصل
یہی وہ نظام تھا جس کی طرف حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں قرآن کریم نے اشارہ
کیا اور سمجھنے والے سمجھے نہیں۔ ہر چیز کے لئے حضرت سلیمانؑ نے ایسا نظام قائم کیا
ہوا تھا اور ایسے آدمی مقرر تھے کہ گویا جب ضرورت پڑتی تھی چٹکی بجاتے وہ حاضر
کرتے۔ آنکھ جھپکنے میں حاضر کرتے۔ یہ محاورہ ہے۔ ایسے صاحب علم تھے جن کو
صناعی کے اوپر مہارت حاصل تھی۔ ان صاحب علم لوگوں میں سے ایک نے دعویٰ
کیا کہ مَیں آنکھ جھپکنے تک محل بنا کر دوں گا۔ اس نے گویا دیکھتے دیکھتے حاضر کر دیا یعنی
ایک ایسا تخت بنا دیا جو ملکہ سبا کے تخت سے ایسا مشابہ تھا کہ جب اُس نے اسے دیکھا
تو اُس نے کہا کہ کَاَنَّهٗ هُوَ ج (النمل: ۴۳) یہ نہیں کہا کہ وہی ہے جو ہمارے گھر سے
چوری ہوا ہے اُس نے کہا کہ ایسا مشابہ ہے کہ گویا وہی ہے۔ تو یہ نظام کا کام ہوا کرتا
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس نظام کی مثالیں قرآن کریم میں ہمیں سمجھا دی ہیں۔ امیر کے لئے

ایک دفعہ نظام بنانا مشکل ہے نظام پہ کاٹھی ڈالنا مشکل کام ہے۔ ایک دفعہ کاٹھی ڈال کر بیٹھ جائے تو پھر مزے ہی مزے ہیں۔ پھر وہ سارا وقت مصروف تو رہے گا مگر ان باتوں میں مصروف رہے گا جو گویا اس کی انگلی کی نوکوں پر لکھی ہوئی ہیں۔ بے چینی نہیں پیدا ہوگی۔ کام جتنا بڑھے گا اس کو پتا ہے میں نے فلاں کام فلاں آدمی کے سپرد کرنا ہے۔ یہ کام اس طرح ہوگا وہ کام اُس طرح ہوگا۔ ذہن پوری طرح منظم ہو چکا ہوگا۔ اور اسی بات کو قرآن کریم نے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (الفرقان: ٦٠) کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چھ دن لگائے اور اللہ کے دن بہت بڑے بڑے ہیں۔ ساری کائنات کا نظام پیدا کیا ہے۔ اس میں ایک ذرہ برابر بھی نقص باقی نہیں چھوڑا۔ اس نظام کے کسی ایک چھوٹے سے حصّے پر بھی آپ غور کریں تو آپ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اللہ کی شان دیکھیں کس تفصیل کے ساتھ سارے نظام بنائے ہیں تب فرمایا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (الفرقان: ٦٠) کیونکہ اس کا عرش اسکی کائنات تھی۔ وہ اس کا بادشاہ تھا وہ اس کائنات کے تخت پر بیٹھا۔ مراد یہ نہیں کہ نعوذ باللہ نکمّا بیٹھا۔ مراد یہ ہے کہ نظام قائم ہوگیا ہے۔ اب ہر چیز کیلئے ایک صورت ہے حل ہونے کی۔ ایک قاعدہ ہے جس کی رُو سے وہ معاملہ حل کیا جائے گا۔ اور آگے بڑھایا جائے گا اور اس کے لئے بے انتہا سوچ اور تدبّر کی ضرورت ہے۔ ایسے تدبّر کی ضرورت تھی کہ آپ چھوٹی سی چیز پر بھی غور کریں تو واقعتہً دماغ پھٹا جاتا ہے کہ ہو کیسے سکتا ہے۔ مگر ایسا ہوا ہے اور جب ہوا ہے تو پھر کائنات کا خدا اس پر مستحکم ہوگیا۔ سارا نظام چپ چاپ یوں چل رہا ہے کہ کوئی آواز ہی نہیں آرہی۔ آپ جتنے بیٹھے سانس لے رہے ہیں لیکن کوئی آواز نہیں آرہی

سوائے اس کے جیسے دمہ ہوگا صرف اس کی آواز آئے گی باقیوں کا تو پتا بھی نہیں لگے گا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور ہر سانس کے ساتھ جو آگے نظام وابستہ ہیں اگر میں اُسے کھول کر بیان کروں آپ حیران رہ جائیں گے کہ یہ کیسا عظیم الشان نظام ہے۔ جو سانس کے ساتھ جو آپ آکسیجن لے رہے ہیں اس آکسیجن کے خطروں سے خدا تعالیٰ نے آپ کو کیسے بچایا ہوا ہے۔ کیونکہ یہی آکسیجن زندگی کی دشمن ہے اور کس حفاظت کے ساتھ اس کو باقاعدہ جس طرح پہریدار مقرر ہوتے ہیں اس کو وہاں پہنچایا جا رہا ہے جہاں اس کی ضرورت ہے وہاں اس کی جگہ مقرر ہے وہاں جائیگی اپنا کام کرے گی اور پھر جب کاربن ڈائی آکسائیڈ میں بدلے گی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی واپسی کا انتظام کیا ہوا ہے۔ ایک سانس آپ نے لیا پھیپھڑوں میں لے گئے اور پھر خارج کر دیا اور کہا چھٹی ہوئی۔ بس اتنی سی بات ہے۔ لیکن یہ اتنی سی بات نہیں ہے۔ صرف سانس کے نظام کو جاری کرنا اور خون کے ہر ذرّے تک اس کا فائدہ پہنچانا اور اس کی ویسٹ پروڈکٹ (WASTE PRODUCT) کو واپس کرنا یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اس کا اگر آپ مطالعہ کریں تو آپ کی عقلیں دنگ رہ جائیں گی اور یہ جو انسانی جسم کے نظام ہیں ان کا کروڑواں حصّہ بھی نہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار نظام جاری ہیں اور ساری کائنات کا نظام ہے ہر جانور کا نظام ہے اس کا اپنا دماغ ہے ہر چیز کے قوانین مقرر ہیں تو جو باتیں میں آپ کو اختصار سے بتا رہا ہوں ان میں سے ہر بات کا کروڑواں حصّہ بھی اگر آپ باریک نظر سے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں گے تو اس میں سے ایک جہان پیدا ہوگا یہ معنیٰ ہے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (الفرقان: ۶۰) اللہ نے یہ سارے نظام پیدا کر دیئے اور پھر عرش پر اس لئے بیٹھا ہے کہ وہ اب از خود جاری

ہو گیا۔ گویا کہ آپ ہی آپ چلے جا رہا ہے۔ آج مجلس سوال و جواب میں مَیں نے یہی مسئلہ اٹھایا تھا اُردو کی جو مجلس سوال و جواب تھی کہ پانی کو دیکھ لیں کس طرح خدا اٹھا رہا ہے۔ کس طرح خدا اُسے واپس پہنچا رہا ہے۔ کس طرح واپس کر رہا ہے۔ اسی طرح WASTE PRODUCT کو فائدہ مند چیزوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اسی چیز کو آپ دیکھ لیں پھر دنیا میں انسانوں کی تخلیق کردہ اشیاء کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں۔ انسان کی جو تخلیق کا ویسٹ پروڈکٹ (WASTE PRODUCT) ہے وہ اس کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے۔ پولوشن (POLLUTION) ہو گئی ہوا گندی ہو گی اور ہر روز مصیبت بڑھتی چلی جا رہی ہے لیکن خدا کی پیدا کردہ کائنات میں ہر ویسٹ پروڈکٹ (WASTE PRODUCT) دوسرے کے لئے ایک مفید وجود بن گئی ہے۔ وہی ویسٹ پروڈکٹ ایک کا زہر دوسرے کی غذا ہے اور ویسٹ پراڈکٹ کا ایک ایک ذرّہ دوبارہ انسانی نظام میں گھمایا جا رہا ہے۔ یہ معنٰی ہے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کا۔ پھر کام یوں چلتے ہیں جیسے چل ہی نہیں رہے پتا ہی نہیں لگ رہا۔ مَیں نے صرف سانس کی بات آپ کو بتائی ہے اس سے آگے کتنی باتیں نکل آئیں۔ آپ میں سے ہر ایک بیٹھا سانس لے رہا ہے۔ پتا ہی نہیں کیا ہو رہا ہے۔ اور ایک ایک لمحہ اس سانس کا اس سارے نظام کو متحرک کئے ہوئے ہے جس کا آپ کو تصوّر بھی کوئی نہیں۔

پس تبلیغ کے نظام کو بھی اس طرح قائم کریں جس طرح خدا تعالیٰ نے کائنات کا نظام بنایا ہے اس کا ایک بہت معمولی حصّہ ہے لیکن ایک دفعہ جب آپ نے چلا دیا جب اس کو آگے بڑھا دیا تو پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ ضرور پھل لائے گا۔ اس نظام کا چھوٹے

سے چھوٹا حصّہ جو حرکت کر رہا ہو گا - وہ کوئی نتیجہ پیدا کر رہا ہو گا - اور جو نتیجہ نہیں پیدا کر رہا اس کو سنبھالنا آپ کا کام ہے - ہو سکتا ہے وہ ایسا (WASTE PRODUCT) ہو جو کسی اور جگہ کام آ سکتا ہو - یعنی بعض لوگ ایک کام میں ویسٹ پروڈکٹ یعنی بے کار طاقت پیدا کر رہے ہوتے ہیں - اُسی حصّے کو کسی اور کام میں استعمال کریں تو مفید طاقت بن جاتا ہے - تو نظام کائنات سے جو خدا تعالیٰ کا نظام ہے اس سے آپ نصیحت پکڑ کے ان باتوں کو جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں ان کو آگے بڑھائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا تبلیغ کا نظام دن بدن مستحکم ہوتا چلا جائے گا مگر اس کے علاوہ اور بھی باتیں ہیں جو سمجھانے والی ہیں - سرِدست میں نے آپ کو دو باتیں بتائیں - ان کے مطابق اس نظام کو جاری کریں - جو ہو سکتا ہے کہ سارا سال محنت کے بعد بھی یہ نظام پوری طرح جاری نہ ہو اس سال کے بقیہ دو مہینے تو بہت تھوڑا عرصہ ہے لیکن ایک بات میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ جہاں بھی ایک احمدی فرد کو آپ نے نافع الناس وجود بنا دیا - جہاں بھی ایک شخص کو اس کی تخلیق کے تقاضے پورے کرنے کے سلیقے سکھا دیئے - کیونکہ ہر شخص کو اللہ نے اس کی خلقت کے مطابق پیدا کیا ہے - ہر شخص میں صلاحیت موجود ہے - اس خلقت اور صلاحیت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور نظام جماعت کا کام یہ ہے کہ ہر فردِ بشر کی خلقت کے مطابق اسے سمجھا دے کہ تم کیا کچھ کر سکتے ہو - ایک دفعہ اگر آپ ایسا کر دیں تو پھر روزانہ انگلی پکڑنی نہیں پڑے گی - ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (الفرقان:٦٠) کا ایک یہ معنی بھی تو ہے کہ جب وہ کام کرنا سیکھ جاتا ہے - تو اس کو اس خدمت میں اتنا مزا آتا ہے کہ وہ از خود اس کام کو آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے - بلکہ اُس کو یہ فکر لگی رہتی ہے کہ مجھے کچھ اور کام ملے اور میں پہلے سے

بڑھ کر کام دکھاؤں۔ ایسے لوگوں کے لئے تو کسی سیکرٹری تبلیغ کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق مَیں کہہ رہا ہوں سیکرٹری تبلیغ ان سے فائدے اٹھائیں۔

پس جب ایک دفعہ آپ نے ساری جماعت کو اس نظام میں ڈھال دیا تو پھر جماعت تیزی سے آگے بڑھے گی تو پھر آپ نے سوائے دعاؤں کے کچھ نہیں کرنا پھر اپنی توجہ کو دوسری طرف پھیریں جیسے ہر دن میں ایک نیا تخلیق کا پہلو ظاہر ہوا اسی طرح آپ کا ہر دن نئی تخلیقاتی باتیں سوچنا شروع کر دے یہ کام آگے بڑھانے میں وقت تو لگے گا مگر جب آگے بڑھے گا تو حیرت انگیز نتائج نکلیں گے۔ اس طرح ہم نے دنیا فتح کرنی ہے جس طرح خدا نے سکھایا ہے اور جس طرح خدا نے محمد رسُول اللہ کو حکم دیا ان باتوں کو بھلا کر اور نظام کائنات سے مُنہ موڑ کر آپ دنیا کو کیا ایک گلی بھی فتح نہیں کر سکتے۔ اپنا گھر بھی فتح نہیں کر سکتے۔ اپنی اولاد کی بھی تربیت نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ اس طرح اپنے کاموں کو منظم کر لیں کہ ہر امیر کو علم ہو کہ آج میرا دن کل کے دن سے بہتر ہے۔ اور آج پہلے سے بڑھکر میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان فرائض کو بہتر رنگ میں سر انجام دینے کی طاقت رکھتا ہوں اور دعائیں کرنا نہ بھولیں اور مَیں آپ کو ساتھ ساتھ یہ بات یاد دلاتا رہوں گا۔ کیونکہ ہر کام دُعا کے ساتھ آسان ہو جایا کرتا ہے اور دعا کے بغیر ہر اعلیٰ سے اعلیٰ تدبیر بھی بے کار چلی جاتی ہے۔ یعنی روحانی دنیا میں دُعا کو مسبّب الاسباب ہونے کا مقام حاصل ہے۔ اس کے ساتھ اب مَیں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں ؛